اکائی 5 ۔ اندلسی ادب کا ارتقاء ونشوونما

اکائی کے اجزاء

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 اندلس میں شعروادب

5.4 اہل اندلس کے اخلاق اوران کے عادات واطوار

5.5 صفائی ستھرائی اورنفاست

5.6 علماء کا مقام ومرتبہ

5.7 اندلسی ادب میں شاعرات کا حصہ

5.8 تیسری اور چوتھی صدی کی شاعرات

5.9 پانچویں صدی کی شاعرات

5.10 المریۃ کی شاعرات

5.11 غرناطہ کی شاعرات

5.12 اشبیلیۃ کی شاعرات

5.13 قرطبہ کی شاعرات

5.14 ولادۃ اورابن زیدون

5.15 چھٹی صدی کی شاعرات

5.16 اندلسی شاعری میں فطری محاسن کا بیان

5.17 موشحات

5.18 زجل

5.19 اندلسی بحریہ

5.20 سقوط اندلس

5. 21 اندلس میں فنی نثر

5.22 قصہ نویسی

5.23 خلاصہ

5.24 نمونے کے سوالات

5.25 فرہنگ

5.26 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اندلس میں عربی ادب کے آغاز اور ارتقاء کے بارے میں واقفیت حاصل کرلیں گے، وہ یہ جان لیں گے کہ اندلس میں کس صدی میں عربی ادب اپنے ارتقاء کے کس مرحلہ میں تھی ، کس صدی میں کون کون سے شعرء اور ادیب نے ادبی خدمات پیش کیں۔

5.2 تمہد

اس اکائی میں یہ بیان کیا جائے گا، اندلس میں عربی ادب کا آغاز کب اور کن حالات میں ہوا؟ کس صدی میں کن کن شعراء اور ادیب نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی۔

5.3 اندلس میں شعروادب

اندلس روئے زمین کا وہ خطہ ہے جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکمرانی کی ، یہ زمانہ قرون وسطی کا زمانہ کہلاتا ہے، جب یوروپ کے ممالک میں جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی ، اور اسی بنا پر اس دور کو تاریک دور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن اسی دور میں جب اموی خاندان کا ایک شخص بنوعباس کے مظالم سے بچ کر اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تو اندلس کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، اموی خاندان ایک شخص عبدالرحمٰن الداخل نے اندلس میں مسلم حکمرانی کی بنیاد رکھی ، اور پھر اس خطہ زمین کو علم وسائنس اور معاشی ترقیات سے اس قدر مالا مال کردیا کہ یہ سرزمین جنت ارضی کی تصویر پیش کرنے لگا، قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیہ، طلیطلہ یہاں کے مشہور ومعروف اور اہم شہر ہیں، اندلس کی سرزمین بہت خوبصورت ہے، سرسبز و شاداب میدانی علاقے، پہاڑ اور وادیاں، وسیع وعریض شاہراہیں، باغات اور نہریں، خوبصورت مساجد، شاہی قلعے اور محلات، مناسب فاصلوں پر مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے سرائے کا انتظام، تمام شہریوں کے لئے علاج کے لئے ترقی یافتہ ہاسپٹل کا مفت انتظام، علم وادب کے حصول کے لئے بڑی بڑی یونی ورسیٹیاں ، شہریوں کے مسائل حل کرنے لئے مستعد اور چست انتظامیہ، ملک میں عدل وانصاف ، امن وامان اور خوشحالی ، یہ سب سرزمین اندلس کی اہم خصوصیات ہیں، یوروپ کے نوجوان یہاں حصول علم وسائنس کے لئے یہاں آیا کرتے تھے۔

اندلس میں آباد لوگ مختلف مذاہب وعقائد اور مختلف نسل وعادات کے حامل تھے، یہاں عرب، بربر، صقالیۃ، یہود اور عیسائی بھی خاصی تعداد میں آباد تھے، مقامی باشندے بھی تھے جنھوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، الغرض اندلس کا معاشرہ فطری معاشرہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک ایسا معاشرہ تھا جو مختلف مذاہب ، نسل وقوم کے لوگوں کی اجتماعیت سے بنا تھا، یہی وجہ ہے کہ یہاں انسانی رویوں اور احساسات کے اظہار میں شدت پائی جاتی تھی ، چنانچہ اندلسی شعراء نے وہاں کے باغات، تفریح گاہوں، نہروں اور وادیوں کی تعریف میں غلو سے کام لیا ہے، انہوں نے اپنی شاعری میں مزامیر، موسیقی ، شراب اور مستی کے بارے میں اپنے خاص تعلق اور احساسات کی ترجمانی کی ہے، غلمان سے عشق اور تغزل یہاں کے سماج میں ایک عام سی بات تھی ، اندلس کے شعراء ہجو میں غلو سے کام لیتے تھے، اور شعراء کے مقابلہ میں شاعرات سخت ہجو کرتی تھیں، حتی کہ ابن حزمون نے جب خود اپنی ذات پر ہجو کیا تو وہ اپنے سخت دشمن کو بھی مات دے گیا۔

اہل اندلس کے رویوں میں شدت محض صرف احساسات کے اظہار کی حد تک محدود نہ تھی بلکہ وہ زہد وتصوف میں بھی غلو کرنے والے تھے اور یہ گویا اہل اندلس کی مادیت پسندی اور تعیش پسندی کے ردعمل کے طور پر تھا، اندلس میں زہاد کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ابن الابار کی روایت کے

مطابق ابن بشکوال نے''زہادالاندلس وائمتھا'' کے نام سے ایک کتاب لکھ ڈالی تھی ،لیکن سوئے اتفاق یہ کتاب انقلابات زمانہ کے باعث ضائع ہوگئی، زہد فی الدنیا انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ اس کی زندگی کا آخری انجام کیا ہوگا اور مرنے کے بعد اس کا مسکن کیا ہوگا، چنانچہ ایسے متعدد شعراء ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں مادیت اور اسراف کو ترجیح دی تھی، جب انہیں یہ احساس ہوا کہ میری زندگی کا انجام کیا ہوگا، توانہوں نے کچھ ایسے اشعار کہے جن میں وہ لوگوں کو وصیت کرتے ہیں کہ ان کی قبر پر کچھ ایسے نقوش کندہ کردیں جن میں رحمت کی دعا، راستے سے گذرنے والوں کے لئے سلام اور صاحب قبر کے لئے رب غفور سے مغفرت دعا ہو۔

5.4 اہل اندلس کے اخلاق اور ان کے عادات واطوار

اندلس کا معاشرہ دیگر اسلامی معاشروں کے مقابلہ میں کچھ مختلف خصوصیات کا حامل نظر آتا ہے علم کی قدر ومنزلت، دین اور اسلامی ثقافت کی اہمیت، صفائی ستھرائی، احوال، معیشت میں ترتیب وتوازن، عدل وانصاف محبت، لاقانونیت سے بیزارگی، علماء وفضلاء کی قدردانی وغیرہ، گرچہ یہ اوصاف حمیدہ دیگر اسلامی معاشروں میں بھی نظر آتی ہیں لیکن جب بات اندلسی معاشرے کی ہو، تو یہ دیگر اسلامی معاشروں سے فائق تر نظر آتا ہے، اورانہیں اوصاف حمیدہ کی بدولت سرزمین اندلس ترقی اور عروج کی منزلوں پر جلوہ گر نظر آتی ہے، اندلس کا معاشرہ علم دوست معاشرہ تھا، لوگ محض علم کی عظمت کے پیش نظر علم سیکھتے تھے، علم سے بے پناہ محبت ہی انہیں علم سیکھنے پر آمادہ کرتی تھی، اور اسی بنا پر یہاں اہل علم اپنے فنون میں کامل اور ماہر ہوا کرتے تھے، حصول علم کی خاطر لوگ اپنی ساری دولت خرچ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے، جب کوئی شخص علم میں خاص مقام حاصل کرلیتا تھا تو معاشرہ میں اس کی عزت وعظمت میں اضافہ ہوجاتا تھا، اس پر مستزاد یہ کہ طلبہ کے لئے گراں قدر وظائف جاری کئے جاتے تھے، تاکہ وہ اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل کرسکیں، اور علمی مشاغل کے لئے یکسو ہوجائیں، اندلس میں مساجد حصول علم کے اہم مراکز ہوا کرتے تھے، مختلف دینی مضامین اور اسلامی ثقافت کے علوم مساجد میں پڑھائے جاتے تھے، حدیث، فقہ، علم اصول، علم قرأت، نحو، علوم اللغۃ اہم ترین فنون تھے، جن میں لوگ زیادہ دلچسپی رکھتے تھے، لیکن جب کوئی شخص نحو اور شاعری میں کمال حاصل کرلیتا تھا تو وہ خود پسندی میں مبتلا ہوجاتا تھا، اور بسا اوقات فخر وتکبر میں مبتلا ہوجاتا تھا کیونکہ اہل اندلس شعروشاعری سے غلو کی حد تک شغف رکھتے تھے، اندلس میں سارے مسلمان مسلکا اہل سنت تھے، شروع میں یہ لوگ بلاد شام کے مشہور ومعروف فقیہ امام اوزاعیؒ کے مسلک کی اتباع کیا کرتے تھے، لیکن اقتدار تیسرے اموی حاکم ابن ہشام کو منتقل ہوا جو ربضی کے نام سے معروف ہے تو امام مالک کے قول پر فتوی دینے لگے اس طرح اندلس میں امام مالک کا مسلک عام ہوگیا، اندلس میں امام مالک کا مسلک عام ہونے کے بارے میں ایک روایت یہ ملتی ہے کہ جب اندلسی علماء کی ایک جماعت حج کے لئے حرم شریف آئی تو ان کی ملاقات امام مالکؒ سے ہوئی، وہ لوگ امام مالکؒ سے بہت متأثر ہوئے، ان کے تفقہ اور ان کے علمی فضل وکمال سے بہت متأثر ہوئے، پھر جب وہ لوگ حج سے اندلس واپس لوٹے تو یہاں امام مالک کے مسلک کو عام کرنے لگے۔

اہل اندلس کا ایک خاص امتیاز یہ تھا کہ ان کے اندر مذہبی تعصب نہیں تھا، انہوں نے یہود ونصاریٰ کو عقیدے اور عبادت کی پوری آزادی دے رکھی تھی، ان کے یہاں شعروادب بہترین ذریعہ تھا حکمرانوں کے پاس قربت حاصل کرنے کا، قطع نظر اس سے کہ شاعر اور ادیب کا مذہب کیا ہے، چنانچہ کئی غیر مسلم شعراء نے شعروادب میں خاص مقام حاصل کرلیا تھا، یہاں تک کہ بعض شعراء نے وزارت کا منصب بھی حاصل کرلیا تھا، بلکہ بعض غیر مسلم شاعرات نے بھی اپنے فن میں کمال حاصل کرلیا تھا، جیسے قسمونۃ بنت اسماعیل یہودیہ، تین یہودی وزارت کے منصب پر بھی فائز ہوئے ہیں، ان میں سب سے پہلا وزیر شاعر کاتب حسدای بن یوسف تھا، وزیر بننے کے بعد وہ اپنے لئے ابوالفضل کا لقب اختیار کرلیا تھا، دوسرا یہودی جس

نے اندلس میں وزارت کا رتبہ حاصل کیا تھا ابن نغر الہ تھا، اس نے غرناطہ میں بادیس بن حیوس کے ماتحت وزارت کا عہدہ سنبھالا تھا، لیکن وہ وزارت کے منصب کے لئے خود کو موزوں ثابت نہ کرسکا، وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگا، ابراہیم بن سہل الاسرائیلی بھی ایک وزیر تھا جس کی شاعری لطافت اور رقت میں مثال سمجھی جاتی تھی، اس کے معاصرین کا اس کے بارے اختلاف تھا، بعض کا کہنا ہے کہ اس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور وہ مخلص مسلمان بن گیا، جبکہ بعض دوسرے یہ کہتے ہیں کہ وہ یہودیت ہی پر رہا لیکن دکھاوے کے لئے مسلمان بن گیا تھا، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے اشعار عمدہ ہوتے تھے، اندلس میں یہود کی طرح نصاریٰ بھی عام وخاص زندگی میں آزاد تھے، وہ زندگی کے تمام شعبوں میں مراعات سے مستفید ہوتے تھے، وہ مذہبی تعصب سے محفوظ تھے، بڑی تعداد میں مسیحی لوگ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے زندگی کی ترقیات سے لطف اندوز ہورہے تھے، ان میں سے بعض نام ادب وثقافت کے شعبے میں بہت نمایاں نظر آتے ہیں، جیسے ابن المرعز الاشبیلی جس کی کنیت ابواسحاق تھی، وہ بہت اچھا شاعر تھا، وہ معتمد بن عباد کے دور میں نمایاں طور پر سامنے آیا، الغرض اندلس کا معاشرہ خوشحالی محبت، عفو درگذر کا معاشرہ تھا جہاں عصبیت دور دور تک نظر نہیں آتی تھی۔

5.5 صفائی ستھرائی اور نفاست

اگر اندلس کے سماج کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہاں کے لوگ معنوی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی صفائی ستھرائی کو پسند کرتے تھے، وہ نفاست پسند لوگ تھے، قدرت نے ان کی سرزمین کو حسن و جمال کی مختلف انواع سے سجا رکھا تھا، اس لئے یہ طبعی بات ہے کہ وہ صفائی اور نظافت کے دلدادہ ہوں، اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے جس دین کو قبول کیا تھا وہ دین اسلام ہے، جس کی تعلیمات میں نفاست پسندی اور صفائی وستھرائی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، خصوصاً عبادت کے موقع پر وضو اور غسل کے احکام تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، اندلس کے لوگ اپنا لباس، اور بستر وغیرہ بہت صاف ستھرا رکھتے تھے، وہ اپنی بعض دیگر ضروریات وحاجات پر صفائی اور پاکیزگی کو ترجیح دیتے تھے۔

5.6 علماء کا مقام ومرتبہ

اندلس کے معاشرے میں عالم کا لفظ عام طور سے فقہاء سے عبارت تھا، لیکن فقیہ صرف علوم دینیۃ میں مہارت نہیں رکھتے تھے، بلکہ وہ دیگر علوم و فنون پر بھی دسترس رکھتے تھے، وہ مختلف علوم وفنون کے ساتھ ساتھ شعر وادب کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے، اہل اندلس جب کبھی کسی بڑے امیر اور حاکم کی تکریم کرنا چاہتے تو انہیں فقیہ کے لقب سے یاد کرتے تھے، اور اسی بنا پر امراء وحکام فقہ کی تعلیم سے زیادہ شغف رکھتے تھے، تاکہ وہ فقہاء کی مجالس میں بیٹھنے کی اہلیت حاصل کرسکیں، اندلس کے امراء وحکام، علماء وفقہاء کی خوب قدردانی کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ علماء جو امراء وحکام کی کوتاہیوں پر نکیر کرتے تھے ان پر غضب ناک نہ ہوتے تھے، اور نہ ان پر ظلم کرتے تھے، بلکہ وہ ان کی روک ٹوک پر تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرتے تھے، اندلس میں ایک شہر الزہراء ہے، یہ شہر بہت مشہور اور بہت خوبصورت بھی ہے، اس کی خوبصورتی دیکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے، اور انہیں مسحور کردیتی ہے، حاکم وقت ناصر نے یہ شہر تعمیر کروایا، اور اس شہر کی تعمیر اور تزئین میں ایسا منہمک ہوا کہ مسلسل تین جمعہ جامع مسجد میں حاضر نہ ہوسکا، ان دنوں الزہراء شہر میں جمعہ کے خطیب قرطبہ کے قاضی منذر بن سعید البلوطی تھے، جو بہت زاہد وعابد تھے، انہوں نے چاہا کہ امیر شہر کو اس کی کوتاہی پر تنبیہ کی جائے اس کے لئے انہوں نے یہ طے کیا کہ جمعہ کا خطبہ عمارت تعمیر کرنے اور اس کو سجانے کی مذمت پر دیا جائے، اور فضول خرچی کی قباحت پر دیا جائے، اور لوگوں کو اتفاقی موت سے ڈرایا جائے چنانچہ انہوں نے قرآن وحدیث کے نصوص کے ذریعہ زہد فی الدنیا اور لذات دنیا سے دور رہنے کی فضیلت بیان کی، تو لوگوں پر رقت طاری ہوگئی، وہ رونے لگے اور صدق دل سے گناہوں سے تائب ہوگئے، حالانکہ خطبہ کا اصل مخاطب

خلیفہ ناصر تھا، تاہم وہ بھی تائبین اور مستغفرین میں شامل تھا، لیکن پھر بھی وہ دل ہی دل میں منذر بن سعید پر خفا تھا، اس نے اپنے بیٹے حکم سے اس کے بارے میں بتایا اور کہا کہ منذر نے جان بوجھ کر خطبہ میں مجھے نشانہ بنایا، اور کچھ زیادہ ہی اس نے مجھے اللہ کا خوف دلایا اور ڈرایا، پھر ناصر نے پختہ عزم کرلیا کہ منذر کے پیچھے کبھی نماز جمعہ نہ پڑھے گا، چنانچہ وہ احمد بن مطرف کے پیچھے نماز پڑھنے لگا، لیکن اسے یہ احساس بھی تھا کے منذر بن سعید نصیحت کرنے میں حق بجانب تھا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندلس کے حکام اپنے علماء اور حاملین دین کے احتساب کو صبر وتحمل کے ساتھ قبول کرتے تھے، اور بے جا انتقام لینے سے گریز کرتے تھے، اندلس میں ایسے متعدد علماء تھے جو علم وفضل اور ورع وتقوی میں ممتاز تھے، اور لوگ ایسے علماء کی بڑی عزت کرتے تھے، اور علماء خود بھی اپنے وقار اور سنجیدگی ومتانت اور ورع وتقوی کے مقام بلند کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

5.7 اندلسی ادب میں شاعرات کا حصہ

اندلسی ادب میں خواتین نے اہم کردار ادا کیا ہے، انہوں نے شاعری کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے، انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ اندلسی ادب کو مالا مال کردیا ہے، اندلسی ادب میں شاعری کے ذریعہ خدمات پیش کرنے والی خواتین کی تعداد کم نہیں ہے، یہ درست ہے کہ مشرق عربی میں بھی خواتین نے اپنی شاعری کے ذریعہ بڑا وقیع کام کیا ہے جیسے خنساء، لیلیٰ الاخیلیۃ، فضل، علیۃ بنت المہدی، نیران بنت جعفر بن موسی الھادی، سلمٰی بنت القماطیسی، شاعرۃ مھزمیۃ، عریب المأمونیۃ وغیرہ، لیکن جب اندلس کی شاعرت کی تعداد سے تقابل کیا جائے تو ان کی تعداد کم نظر آتی ہے، کیونکہ مشرقی معاشرہ کی روایات کی پاسداری نے انہیں محدود کر رکھا تھا، جبکہ اندلس کے جدید معاشرے میں خواتین کو پوری آزادی حاصل تھی اسی بنا پر خواتین نے شاعری کے تمام فنون میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، چنانچہ وہ مردوں کے بارے میں غزل کہتی ہیں جیسے مرد عورتوں کے بارے میں غزل کہتے ہیں اور ان کے محاسن وغیرہ کو بیان کرتے ہیں، اسی طرح وہ تعریف کرتی ہیں، فخر کا اظہار کرتی ہیں، ہجو کرتی ہیں، لیکن وہ یہ سب کچھ نسوانی عفت وحیاء کے دائرے میں رہ کر کرتی ہیں۔

اندلس کے اموی امراء ادبی ذوق رکھنے والی خواتین کو مشرق سے طلب کر کے لاتے تھے جو اشعار کہتی تھیں اور خوبصورت آواز میں اشعار سنایا کرتی تھیں آہستہ آہستہ شاعرات کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ اور قصر صدارت سے ان شاعرات کے لئے عزت افزائی میں بھی اضافہ ہونے لگا، سرزمین اندلس میں سب سے پہلی شاعرہ ہونے کا اعزاز ان باندیوں کو حاصل ہے جو مشرق سے لائی گئیں تھیں، سب سے پہلی شاعرہ کا نام تک معلوم نہیں ہے، البتہ اسے صفاتی نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسے جاریۃ عجفہ کہا جاتا ہے وہ بہت دبلی پتلی نحیف اور لاغر تھی، اس باندی کا آقا ایک غریب آدمی تھا، وہ باندی بہت اچھا شعر کہتی تھی، خصوصا وہ ایسے اشعار کہتی تھی جو انسانی جذبات کو برانگیختہ کردے، حسانۃ التمیمۃ اندلس کی سرزمین پر دوسری شاعرہ تھی، لیکن یہ اندلس ہی میں پیدا ہوئی، بیرون سے نہیں لائی گئی، اور یہ کہ یہ آزاد تھی، شعری ذوق اسے وراثت میں ملا تھا کیونکہ اس کے والد ابو الحسین ایک شاعر تھے، اس کا زمانہ دوسری صدی کے اواخر اور تیسری صدی کے اوائل کے درمیان کا ہے، اس نے حکم بن ہشام کی تعریف میں اشعار کہے، جو اسے بہت پسند آئے، اس نے عبدالرحمٰن کی بھی تعریف کی ہے شعری خصوصیات کے اعتبار سے عجفاء جاریۃ کی طرح یہ بھی امویۃ اور مشرقیۃ ہے اور یہ دونوں اندلس میں نسوانی اشعار کے ابتدائی دور کی ترجمانی کرتی ہیں۔

5.8 تیسری اور چوتھی صدی کی شاعرات

تیسری اور چوتھی صدی میں شاعرات کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے، اس دور کی شاعرات میں سے قمر، عائشہ بنت احمد القرطبیۃ، حفصہ بنت حمدون الحجاریۃ ہیں، اس دور کی شاعرات ایک نئے رجحان کے ساتھ شاعری کرتی نظر آتی ہیں، اپنے اندر خود اعتمادی اور آزادی کے احساسات جگاتی ہوئی

نظر آتی ہیں، قمر عمدہ گانے والی شاعرات میں سے تھی، وہ بغداد سے اندلس کی سرزمین پر وارد ہوئی تھی ،قمر اشبیلیۃ میں سکونت پذیر ہوگئی، وہ بہت خوبصورت باندی تھی اس کا مالک ابراہیم بن حجاج تھا،قمر کے اشعار فصاحت اور بیان میں معیاری ہوا کرتے تھے،اس کے اشعار میں لطافت اور نزاکت پائی جاتی ہے وہ اپنے آقا اور مالک ابراہیم بن حجاج کی تعریف میں اشعار کہا کرتی تھی ،قمر اپنے وطن عزیز بغداد سے دور اپنے وطن کی یاد میں زندگی گذار رہی تھی، وہ بڑی حسرتوں کے ساتھ اپنے وطن عراق کو یاد کرتی ہے اور اور بے پناہ محبتوں کے ساتھ وطن واپسی کے شوق کا اظہار کرتی ہے ،عائشہ بنت احمد القرطبیۃ کے زمانہ میں کوئی دوسری آزاد شاعرہ نہ تھی جو علم وادب ،فصاحت اور شاعری میں اس سے زیادہ معروف ہو، یہ پاک دامن شاعرہ تھی، دلیر اور جرأت مند تھی، وہ بہت خوش خط لکھا کرتی تھی، مصاحف بھی لکھا کرتی تھی، وہ بادشاہوں کی تعریف کیا کرتی تھی لیکن اس کی شاعری میں کہیں بھی لجاجت یا عاجزی اور پستی کا اظہار نہیں ہوتا تھا، وہ فی البدیہہ اشعار کہا کرتی تھی، وہ زندگی بھر کنواری ہی رہی، اور شادی نہیں کی، وہ ایک باہمت خاتون تھی، وہ حوصلہ منداور خود پسند تھی ،بعض شعراء نے اسے نکاح کا پیغام بھی بھیجا تھا،لیکن اس نے یہ کہہ کر اسے نامنظور کر دیا کہ وہ اس کے برابر کا نہیں ہے، حفصہ بنت حمدون الحجاریۃ ایک معروف شاعرہ ہے، سرزمین اندلس کی یہ شاعرہ وادی الحجارۃ میں رہائش پذیر تھی، یہ مقام ایک ایسا مقام ہے جہاں سے متعدد ادباء اور شعراء پیدا ہوئے، وادی الحجارۃ سے قریب تر مشہور شہر طلیطلہ تھا،حفصہ کثرت سے اشعار کہا کرتی تھی، وہ متمول اور خوشحال گھرانہ سے تعلق رکھتی تھی، وہ غزل گو شاعرات میں سب سے اونچا مقام رکھتی تھی، حفصہ الحجاریۃ ایک ایسی شاعرہ تھی جس میں نازک خیالی تھی، وہ الفاظ کی بناوٹ، ترکیب، معانی کے انتخاب میں ذوق سلیم رکھتی تھی،لیکن اس کی شاعری کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس نے اندلس کی سرزمین پر شاعری میں شاعرات کے لئے غزل گوئی میں ایک نئی راہ دکھائی ۔

5.9 پانچویں صدی کی شاعرات

پانچویں صدی میں اندلس کے مختلف شہروں میں متعدد شاعرات اپنی اپنی نئی ادبی کاوشوں کے ساتھ سامنے آئی ہیں چنانچہ المریۃ شہر میں کئی اچھی شاعرات موجود تھیں جیسے شاعرۃ الغسانیۃ، زینب المریۃ وغیرہ، غرناطہ میں حمدونۃ بنت زیاد، اشبیلیۃ میں مریم بنت یعقوب الانصاری، قرطبہ میں امیرۃ ولادۃ بنت المستکفی، یہ سب شاعرات زیادہ تر غزل گوئی سے نسبت رکھتی تھیں، جبکہ دیگر اصناف سخن میں انہوں نے بہت کم طبع آزمائی کی ہے۔

5.10 المریۃ کی شاعرات

المریۃ شہر اپنے اندر بڑی عظمت اور جلالت شان رکھتا ہے کیونکہ یہاں مسلمانوں نے فرنگیوں سے کامیاب بحری جنگیں لڑی ہیں، حالانکہ بحری قوت کے لحاظ سے فرنگیوں کو مسلمانوں پر برتری حاصل تھی، یہاں مسلمانوں نے پے در پے کئی معرکوں میں دشمنوں کو شکست دی ہے، المریۃ کے لوگ صاحب ثروت تھے ان کی تجارتیں تھیں، لباس فاخرہ کے کارخانے قائم تھے، یہاں ایک ہزار کے قریب ہوٹلس اور حمام تھے البتہ یہ شہر ایک بے گیاہ علاقے میں واقع تھا، المریۃ کی شاعرات ناز ونعمت میں زندگی بسر کرتی رہیں، یہاں کی خوشحالیوں سے لطف اندوز ہوتی رہیں، لوگ دور دور سے یہاں آتے تھے، یہاں عورتوں اور مردوں کی یکساں عزت کی جاتی تھی، گویا یہاں کی شاعرات ایک سنہرے دور میں زندگی گذارتی رہی، الغسانیۃ البجانیۃ اسی شہر میں رہتی تھی، الغسانیۃ شاعرہ کا نام ہے نہ کہ لقب، یہ المریۃ شہر کے ایک خطہ بجانۃ میں رہتی تھی، اس کے اشعار میں حقیقت پسندی اور گہرائی ہوتی ہے، اسے شعر گوئی میں بڑی قدرت اور کمال حاصل ہے، اس کے زیادہ تر اشعار غزل سے متعلق ہیں، یا پھر فراق اور جدائی سے متعلق ،المریۃ ایک اور شاعرہ زینب تھی جو زینب المریۃ کے نام سے معروف ہے، اس کے اشعار میں پختگی ہوتی تھی، بلا تکلف صاف ستھرے اسلوب میں شعر کہتی تھی، وہ شعر گوئی پر اچھی قدرت رکھتی تھی۔

ام الکرم بنت المعتصم بن صمادح حاکم وقت کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، یہ لڑکی شعری ذوق رکھتی تھی، اندلس کے حکمرانوں کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی خواتین اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے معلمات رکھتے تھے، جو انہیں تعلیم وتربیت سے آراستہ کرتی تھیں اور انہیں شعر پڑھنے اور اسے یاد کرنے کے لئے اسباق دیا کرتی تھیں، چنانچہ جب معتصم نے دیکھا کہ اس کی بیٹی میں ذہانت ہے، تو اس نے اس کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا، یہاں تک کہ وہ خوبصورت اشعار کہنے لگی اور موشحات میں طبع آزمائی کرنے لگی، لیکن اس کے جو اشعار ہم تک پہنچے ہیں وہ کم ہیں اور وہ غزل سے متعلق ہیں، لیکن ام الکرم کی شہرت اس کی محبت کے سبب ہے وہ اپنے عاشق سے خلوت میں ملنے کا شوق رکھتی ہے، اور اس کا عاشق قصر شاہی کا ایک نوجوان ہے جو سمار کے نام سے معروف ہے، عام معاشرہ کی خواتین کے مقابلہ میں حکمرانوں کی خواتین میں جرأت اور بےباکی زیادہ ہوتی ہے وہ برملا اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے اور علانیہ اپنے عاشق سے ملاقات کا شوق ظاہر کرتی ہے، ام الکرم ایک ایسی شاعرہ ہے جس کی شاعری میں لطافت ہے، وہ عمدہ غزل کہتی ہے اور حسن تعبیر پر قدرت رکھتی ہے۔

5.11 غرناطہ کی شاعرات

غرناطہ شہر المریۃ کی طرح حسن وجمال کے فطری مظاہر سے خالی نہیں ہے، غرناطہ اپنے اطراف حسن وجمال کے تمام فطری مظاہر سے گھرا ہوا شہر ہے، زیادہ تر زائرین، غرناطہ کو بلاد شام کے شہر دمشق سے تشبیہ دیتے ہیں، اس لئے کہ یہ دمشق سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے، شہر کے درمیان سے ایک نہر بہتی ہے، اس کے اطراف میں خوبصورت باغات اور تفریح گاہیں واقع ہیں، اور ان باغات کی پشت پر برف پوش پہاڑیاں ہیں، اور ان پہاڑیوں کی بلندیوں پر خوبصورت پھول کھلے ہوئے ہیں ابن بطوطہ جب اس شہر کو دیکھا تو وہ اس کا گرویدہ ہوگیا، اس کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ بلاد اندلس کی دلہن ہے، اور یہ کہ اندلس سے باہر دنیا میں اس کی نظیر نہیں ہے، غرناطہ شہر کی یہ خوبیاں مناظر فطرت کی خوبصورتی کے لحاظ سے ہیں، مناظر فطرت کی یہ خوبصورتی یہاں کی شاعرات کے کلام کو ایک نیا رنگ اور ایک نیا تخیل عطا کرتی ہیں، جو ہم المریۃ کی شاعرات کے کلام میں نہیں دیکھتے، اور اس کی ایک فطری وجہ بھی ہے کہ المریۃ شہر میں فطرت کی گلکاریاں، اور مناظر فطرت کا حسن نظر نہیں آتا، غرناطہ شہر میں کئی مشہور شاعرات ہیں، جیسے حمدونۃ بنت زیاد بن تقی الدین العوفی اور اس شاعرہ کی بہن زینب بنت زیاد، نزہون القلعیۃ، شاعرۃ اللامعۃ الجریشۃ، حفصۃ الرکونیۃ وغیرہ۔

حمدونۃ کی نشو ونما غرناطہ سے قریب ہی ایک خوبصورت وادی میں ہوئی، جسے وادی آش کہا جاتا ہے یہ ایک خوبصورت وادی ہے جو فطرت کے حسین مناظر سے آراستہ ہے، غرناطہ اور اس کے اطراف چالیس میل کا علاقہ مناظر فطرت کے حسن سے مالا مال ہے، یہیں پر حمدونۃ اور اس کی بہن زینب دونوں نے علم وادب کی تعلیم وتربیت پائی، یہ دونوں اندلس کی مشہور شاعرات بن گئیں، البتہ زینب کو وہ شہرت نہیں ملی جو حمدونۃ کو حاصل ہوئی ہے، حمدونۃ کو شاعرۃ الاندلس اور خنساء المغرب بھی کہا گیا، حمدونۃ اور زینب کے بہت ہی کم اشعار زمانہ کی دست برد سے محفوظ رہے ہیں، ان کے اشعار زیادہ تر مناظر فطرت کے حسن کو بیان کرتے ہیں، حمدونۃ فطری محاسن کی شاعرہ ہے، اس کی شاعری سے دور دور تک اس بات کو محسوس نہیں کیا جاسکتا کہ وہ پاکیزگی اور عفت سے منحرف ہوئی ہے غزل گوئی کے باوجود عفت کا دامن اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔

نزھون کا تقابل اگر حمدونۃ سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حمدونۃ گاؤں کی ایک بیٹی ہے جو تہذیب اور روایات کی پاسداری کرتی ہوئی نظر آتی ہے، جبکہ نزھون اس کے بالکل برعکس ہے، اس کے کلام میں فحش گوئی ہے، اس کے اشعار عفت کے جذبات کو پامال کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ وہ شہر کی بیٹی ہے، جو تہذیب وروایات کی پاسداری نہیں کرتی، نزھون کا پورا نام نزھون بنت القلاعی ہے، وہ غرناطہ سے منسوب ہے اور اسی لئے اس کو غرناطیۃ

کہتے ہیں ،نزھون کی پوری زندگی ادب کی خدمت میں گذری ہے چنانچہ اسے غرناطہ کی شاعرہ کا لقب دیا گیا ہے، نزھون کی شاعری کے دو پہلو نظر آتے ہیں ،ایک پاکیزہ مشرقی پہلو اور دوسرا بے باک ،متشدد اور غیر عفیف ،قرطبہ کے شعراء کے ساتھ محبت پر مبنی شاعری اور بسا اوقات ان کی ہجو بیانی ،یہی ان کی شعری مشغولیت رہتی تھی ،اور جہاں تک مشرقی پہلو کی بات ہے تو اس کی شعری زندگی کا حاصل وہ تحریریں ہیں جو اس کے درمیان اور وزیر ابوبکر بن سعید کے درمیان ہوتی رہی ،سعید کے تمام بیٹے شاعر اور ادیب تھے،اور ان میں سے اکثر نے وزارت کا منصب بھی سنبھالا ،ان میں سے ایک ابن سعید ادیب ہے،اس کی ایک مشہور کتاب ''المغرب فی حلی المغرب'' ہے،اندلسی اور مغربی ادبی تاریخی موضوع پر تحقیق کرنے والوں میں سے کوئی بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتا،نزھون اپنی غزل میں بے باک نظر آتی ہے جیسے ام الکرم الصمادحیۃ ، بلکہ اس سے بھی زیادہ بے باک ،البتہ ان دونوں کی غزلوں میں وہی فرق ہے جو المریۃ شہر کی خشونت اور غرناطہ کی نزاکت کے درمیان ہے،نزھون کی شاعری میں فحش ہجو ہے۔

5.12 اشبیلیۃ کی شاعرات

اشبیلیۃ اندلس کے خوبصورت شہروں میں سے ایک ہے، جو اس بڑی نہر پر واقع ہے جس پر قرطبہ شہر آباد ہے، یہاں کی فضا معتدل ہے یہاں کی عمارتیں خوبصورت ہیں ،انجیر اور زیتون کے درخت بڑے علاقے پر پھیلے ہوئے ہیں ،مصر اور شام کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے ایک سے پوچھا گیا آپ نے کس شہر کو زیادۃ خوبصورت پایا؟ أھذا ان یا اشبیلیۃ؟ تو انہوں نے کہا: اشبیلیۃ ، پانچویں صدی میں یہاں صرف دو شاعرات کے نام ملتے ہیں : مریم بنت ابی یعقوب الانصاری اور بثینۃ بنت المعتمد بن عباد ، یہ دونوں شاعرات میں تہذیب اور شائستگی پورے طور پر پائی جاتی ہے ،چھٹی صدی میں یہاں صرف ایک شاعرہ کا نام ملتا ہے اور یہ اسماء العامریۃ ہیں ،اور ان کی شاعری میں صرف حکام و امراء کے مظالم کی شکایت اور فریاد نظر آتی ہے۔

مریم بنت ابی یعقوب الانصاری بہترین ادیبہ اور شاعرۃ تھی ، یہ خواتین کو ادب کی تعلیم دیتی تھی ،، اشبیلیۃ میں رہنے والی شاعرۃ کے برعکس مریم باوقار اور دیندار تھی ،اور شاید اس کی اصل وجہ یہ ہو کہ وہ اصل میں مغربی اندلس کے شلب شہر سے تعلق رکھتی تھی ، چنانچہ یہ اشبیلیۃ میں رہتے ہوئے بھی یہاں وہ ایک اجنبی کی طرح تھی ، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عبید اللہ بن محمد المھدی الاموی کی تعریف میں شاعری کرتی تھی ،اور وہ مالی اعزازات سے نوازتا تھا ،اور اس کے اشعار کو تحریر میں محفوظ کرواتا تھا ، وہ اس شاعرۃ کے لئے بہت احترام اور تعظیم کا اظہار کیا کرتا تھا ،اس کو ورع اور تقوی میں حضرت مریم سے اور شاعری میں حضرت خنساء سے تشبیہ دیا کرتا تھا۔

بثینۃ بنت المعتمد بن عباد یہ قصر امارت کی پروردہ تھی ،اس کے والد معتمد بن عباد اندلس کے ملوک الطّوائف میں سب سے بڑا حاکم تھا ،اور معرکہ الزلاقۃ کا ہیرو تھا، وہ شاعر الملوک اور ملوک الشعراء تھا ، بثینہ کو شاعری کا ذوق اپنے والد سے وراثت میں ملا تھا ، بثینہ کے بہت سے اشعار تھے جو مغرب میں مشہور ہوئے لیکن صرف ایک قصیدہ ہی محفوظ رہ گیا ، جب معتمد بن عباد کی حکومت زوال پذیر ہوگئی تو وہ خود اور اس کے گھر والے قید کر لئے گئے ، جب اس کا قصر شاہی لوٹ لیا گیا تو قیدیوں میں بثینہ بھی تھی ، چنانچہ اشبیلیۃ کے ایک تاجر نے اسے خرید لیا اور وہ اس بات سے بالکل واقف نہ تھا کہ بثینۃ اایک حکمراں کی بیٹی ہے ،اس نے بس یہ خیال کیا کہ وہ دیگر بہت سی کنیزوں میں سے ایک کنیز ہے ،اس نے بثینہ کو اپنے بیٹے کو تحفہ میں دے دیا ، جب اس کا لڑکا بثینہ کے ساتھ خلوت میں ملنا چاہا تو اس نے ایک آزاد اور شریف لڑکی کی طرح منع کر دیا اور اسے بتایا کہ وہ ایک شریف گھرانے کی ایک شریف اور باعزت لڑکی ہے ، نکاح کے بغیر اس کے ساتھ خلوت میں نہیں مل سکتی ، اور اس کے لئے اس کے والد سے اجازت لینی ہوگی ، وہ نوجوان اور اس کے والد نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی چنانچہ بثینہ نے اپنے والد کو خط میں ایک قصیدہ لکھا اور اس کو اپنا سارا حال سنایا اور

اجازت طلب کی، اس نے اجازت دے دی، بثینہ کا یہ قصیدہ تاریخی حیثیت کا حامل بن گیا، بثینہ بہت ذہین اور نہایت شریف تھی، اس کے کلام میں پاکیزگی اور شرافت اور ناخوشگوار حالات کی عکاسی بہتر اسلوب میں پائی جاتی ہے۔

ام العلاء بنت یوسف وادی الحجارۃ سے نسبت رکھتی ہے، یہ وادی مشہور شہر طلیطلہ سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے، حفصہ بنت حمدون الحجاریۃ بھی وادی الحجارۃ سے تھی، البتہ وہ چوتھی صدی کی شاعرہ تھی، وادی الحجارۃ سے یہ دونوں شاعرۃ شہرت رکھتی ہیں، ام العلاء کی شاعری میں لطافت اور خیال کی ندرت پائی جاتی ہے، عاشق شعراء جب غزل گوئی کا لطف لیتے ہیں تو بجا طور پر وہ شکوۃ بھی کرتے ہیں، شاعرات بھی جب عشقیہ غزل کہتی ہے تو وہ بھی شکایت کے احساس سے خود کو الگ نہیں کر پاتیں، لیکن دیگر شاعرات کے مقابلہ میں ام العلاء جب غزل کی شاعری کرتی ہے تو وہ زیادہ حیادار بن جاتی ہے، یہ نہایت لطیف احساسات کے ساتھ شکوۃ کرتی ہوئی نظر آتی ہے ۔

5.13 قرطبہ کی شاعرات

ولادۃ بنت المستکفی قرطبہ کی شاعرہ ہے، قرطبہ شہر اندلس کی راجدھانی ہے، قرون وسطی میں اندلس اسلامی تہذیب کا بڑا مرکز تھا، اندلس میں اموی خاندان نے حکمرانی کی، یہاں وہ عظیم الشان جامع مسجد واقع ہے جس کی شہرت کی گونج پوری دنیا میں سنائی دیتی ہے، برصغیر سے جب علامہ اقبال اندلس تشریف لے گئے تو مسجد قرطبہ دیکھنے کے بعد سقوط اندلس کا غم ضبط نہ کر سکے اور اور مسجد قرطبہ کے نام سے ایک نظم کہہ گئے، قرطبہ کے مضافات میں الزھراء اور الزاھرۃ دو خوبصورت شہر آباد ہیں جو شاہی محلات کے لئے مشہور ہیں، انہیں دونوں شہر کے بارے میں کسی نے کہا : الزھراء والزاھرۃ قرطا قرطبۃ (الزھراء اور الزاھرۃ دونوں قرطبہ کے کان کی بالیاں ہیں) قرطبہ شہر فطری محاسن سے سجا ہوا ہے سر سبز کھیتیاں، پر رونق عمارتیں، خوبصورت باغات، بل کھاتی ہوئی نہریں، برف پوش پہاڑیاں اور ان سب کے بیچ شعر و ادب کی رعنائیاں، علم وثقافت کے مراکز، عظیم الشان کتب خانے اور علوم وفنون کے مراکز۔

قرطبہ شہر کی ایک اہم شخصیت شاعرۃ ولادۃ بنت المستکفی ہے، لادۃ اندلس میں بنو امیہ کے امراء کے گھرانہ کی ایک شاعرہ ہے، یہ اندلسی ادب میں شاعرات کے درمیان بہت اونچا مقام رکھتی ہے، اس کی خوبصورتی، اس کی شخصیت کی سحر انگیزی، اس کے اشعار، اس کی ذہانت، اندلس کے ارباب ادب کو بہت متاثر کرتی تھی، ولادۃ کی شخصیت کی سحر انگیزی نے اندلس کے ایک بہت بڑے شاعر کو مسحور کر رکھا تھا، ابوالولید بن زیدون ولادۃ کی محبت میں گرفتار تھا، اندلسی ادب میں ان دونوں کی محبت کے قصے بہت مشہور ہیں، مختلف زمانوں میں شعراء اور ادیب بڑے اہتمام سے اس کے ادب وفن کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے رہے ہیں، اہل ادب کا اعتراف ہے کہ وہ ایک بلند پایہ شاعرہ اور ادیبہ ہے اس کے اشعار معیاری ہوتے ہیں، وہ اپنے زمانے کے شعراء سے مسابقت بھی کرتی ہے، اس نے طویل عمر پائی ہے، اس نے عمر بھر شادی نہیں کی، اس نے تقریبا نوے (۹۰) کی عمر پائی۔

5.14 ولادۃ اور ابن زیدون

ولادۃ کا نام اکثر احمد بن زیدون کے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے، ابن زیدون بڑا شاعر اور ادیب تھا وہ ولادۃ سے بہت محبت کرتا تھا، اس نے ولادۃ کی محبت میں بہت سے اشعار کہے، ولادۃ اور ابن زیدون کی ملاقات اور گفتگو ہوتی رہتی تھی، ولادۃ نے اپنی شاعری میں اپنے محبوب سے جدائی اور فراق کا شکوۃ بھی کیا ہے، ولادۃ محض غزل کی شاعرہ نہیں ہے بلکہ اس نے ہجو کی شاعری بھی کی ہے اور بہت ہی سخت ہجو کی ہے، بسا اوقات وہ ہجو گوئی میں مرد شعراء سے بھی ممتاز نظر آتی ہے، اس نے ابن زیدون کی کبھی ہجو نہیں کی، بلکہ وہ اکثر اس کی محبت میں اشعار کہا کرتی تھی، ابن زیدون

بھی اس سے بے حد محبت کرتا تھا، ولادۃ سے عشق ومحبت ہی کے سبب وہ پریشان کن حالات اور زندگی کی سختیوں سے گذرا، ابن زیدون کے علاوہ ابن عبدوس نے بھی ولادۃ کی محبت کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی، اور کچھ دنوں کے لئے ولادۃ اس سے قریب بھی ہوئی، لیکن بالآخر اس سے دوری اختیار کرتے ہوئے مستقل طور پر ابن زیدون کی محبت کو پسند کرلیا، محبت کی اس رقابت نے ابن زیدون کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کردیا، وہ کبھی راہ فرار اختیار کرتا، کبھی چھپتا پھرتا، اور کبھی شہر چھوڑ کر چلا جاتا۔

ولادۃ سے جدائی اور فرقت کے دنوں میں ابن زیدون نے جو اشعار کہے وہ بہت عمدہ ہیں، ان اشعار میں اس نے خیال آفرینی کی ہے، اس نے نہایت سہل، شیریں اور نئے معانی پر مشتمل اشعار کہے ہیں، اس نے اپنی عاجزی وانکساری، ولادۃ کی عظمت واحترام کا اعتراف اور اس کی محبت میں ملے غم والم کا اظہار کیا ہے، ابن زیدون نے ولادۃ کی محبت میں جو قصیدۃ نونیۃ کہا ہے وہ اس کی شاعری کا خاص نمونہ ہے جس میں اس نے اپنی ادبی صلاحیتوں اور ولادۃ سے اپنی بے پناہ محبتوں کے جذبات کو سمو دیا ہے، چنانچہ ادب اندلسی میں ابن زیدون کے قصیدہ نونیۃ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

قرطبہ میں ولادۃ کے زمانہ کی ایک شاعرہ مھجۃ بنت التیانی القرطبیہ ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کی خوبصورت خواتین میں سے ایک تھی ،اس کے والد انجیر کے ایک تاجر تھے اور اسی مناسبت سے انہیں التیانی کہا جاتا ہے، اور شاعرۃ مھجۃ بنت التیانی کے نام سے معروف ہے، مھجۃ اور ولادۃ کے درمیان تعلقات جلد ہی ناخوشگوار ہوگئے چنانچہ مھجۃ نے ولادۃ کی سخت ہجو کی، مھجۃ کے اشعار بہت کم دستیاب ہیں، مھجۃ کے اشعار میں ندرت خیال ہے، اس کے اشعار میں اس قدر فحش ہے کہ جس سے اس کے غیر عفیفہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔

5.15 چھٹی صدی کی شاعرات

چھٹی صدی کی شاعرات میں سب سے نمایاں نام حفصۃ بنت الحاج کا ہے، اس کو حفصۃ الرکونیۃ بھی کہا گیا ہے یہ چھٹی صدی میں غرناطہ کی شاعرۃ ہے، یہ بہت خوبصورت اور اعلیٰ خاندان اور اہل ثروت میں سے تھی، یہ غرناطہ شہر کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، شاعرہ ہونے کی حیثیت سے غرناطہ میں حفصہ کا وہی مقام تھا جو ولادہ کا قرطبہ میں تھا، بلکہ حفصہ ولادۃ سے زیادہ بہتر شاعرۃ تھی، حفصہ اپنی غزل میں عشق ومحبت کی باتیں بڑی جرأت کے ساتھ کرتی ہوئی نظر آتی ہے ولادۃ کی محبت کا رشتہ ابن زیدون سے قائم تھا جو وزیر اور شاعر وادیب تھا، اسی طرح حفصہ کی محبت ابو جعفر احمد بن سعید وزیر بنی عبدالمؤمن کے ساتھ تھی جو ایک شاعر وادیب اور وزیر بھی تھا، ولادۃ کی محبت میں ابن زیدون کا رقیب اسی کے مثل ایک وزیر تھا ، ابو عامر بن عبدوس اور حفصہ کی محبت میں ابن سعید کا رقیب خود حاکم وقت ابوسعید عثمان بن عبدالمؤمن بن علی تھا جسے امیر المؤمنین کہا جاتا تھا، ولادۃ کی محبت میں ابن زیدون زمانہ کی بڑی آزمائشوں سے گذرا، اسی طرح حفصہ کی محبت میں ابن سعید بھی حالات کی سختیوں کا شکار ہوا بلکہ اس کو ابن زیدون سے زیادہ بڑی آزمائشوں سے گذرنا پڑا۔

حفصۃ غرناطہ کے مضافات میں پرورش پائی، جہاں سے دیگر شاعرات نزھون القلاعیۃ، حمدونۃ اور زینب پرورش پاکر اندلس کے ادبی وفق پر نظر آتی ہیں، حفصہ برجستہ اشعار کہتی تھی اور اچھے اشعار کہتی تھی، حفصہ کے اندر نرمی اور لطافت، روح کی پاکیزگی، اور اخلاق کی شائستگی تھی، حفصہ کے سب سے لطیف اشعار اور باحوصلہ اشعار وہ ہیں جو اس نے ابوجعفر بن سعید کے بارے میں غزل کے طور پر کہے، حفصہ اور ابوجعفر اکثر ایسی جگہ پر ملاقات کرتے تھے جہاں خوبصورت باغات ہوتے، پانی اور پرندے ہوتے۔

اس دور میں اشبیلیۃ میں ایک شاعرۃ تھی، جس کا نام تھا اسماء العامریۃ، لیکن اس کے چند ہی اشعار محفوظ ہیں، قرطبہ میں پانچویں صدی کے بعد

کے دور میں زیادہ شاعرات کا ذکر نہیں ملتا، چھٹی صدی میں صرف ایک شاعرہ ام الھناء بنت القاضی ابو محمد بن عبدالحق بن عطیۃ کا ذکر ملتا ہے، اس کے والد اکابر علماء میں سے تھے، ام الھناء نے اپنے والد سے علم وفن کا وافر حصہ حاصل کیا تھا، وہ عقل وشعور اور فہم وفراست والی خاتون تھی، شیخ ابن عطیۃ کو اپنے وطن قرطبہ سے خاص محبت اور الفت تھی، جب شہر المریۃ کا قاضی انہیں مقرر کیا گیا تو قرطبہ سے جدائی کے احساس سے متأثر ہو چند اشعار کہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرطبہ سے جدائی کے وقت وہ کس قدر متأثر ہوئے تھے، ان کی بیٹی ام الھناء بھی اپنے والد کے خوشی اور غم کے ملے جلے ان جذبات کو محسوس کرتے ہوئے اپنے والد کے لئے چند اشعار کہے۔

اسی زمانے میں مغربی اندلس کے شہر شلب میں ایک شاعرہ کا ظہور ہوتا ہے جس کے نام کی تفصیلات کا پتہ نہیں چل سکا، اسی لئے اسے شہر شلب کی طرف نسبت کرتے ہوئے صرف الشلبیۃ کہا جاتا ہے، اس زمانہ میں حکام اور بلدی افسران کے مظالم میں اضافہ ہو گیا تھا چنانچہ یہ شاعرہ ان مظالم کی شکایت اپنے اشعار کے ذریعہ کرتی ہوئی نظر آتی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی شخصیت عالی ہمت اور صاحب استقامت تھی۔

5.16 اندلسی شاعری میں فطری محاسن کا بیان

اندلس میں اسلامی ریاست کافی عروج پر پہنچی ہوئی تھی خوشحالی، اور علوم وفنون کی ترقی بلندی کو چھو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اندلس کی سرزمین کو فطری محاسن اور حسن وجمال سے مالا مال کر رکھا تھا، شعراء اور شاعرات اپنے اشعار میں فطری محاسن کو بڑے سلیقہ سے بیان کیا کرتے تھے انسانی زندگی کے مسائل کو بھی اپنی ادبی کاوشوں میں بیان کرتے تھے۔

اندلسی ادب پر مشرق کی چھاپ نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے چنانچہ مشرق اور مغرب کے درمیان علمی ادبی اور اقتصادی مقاصد کے لئے اسفار کثرت سے ہوا کرتے تھے اندلس کی ادبی کتابوں میں ان ادباء اور شعراء کے بارے میں تذکرے ملتے ہیں جو مشرقی شعراء کی محفلوں میں شرکت کے لئے بغداد کا سفر کیا کرتے تھے یا اندلس کے بڑے شعراء کے اشعار سنانے کے لئے جاتے تھے، اندلسی شعراء کے دلوں میں بڑی آرزوئیں ہوتی تھیں کہ وہ اپنے وطن کو جائیں، وہ اکثر اپنے وطن کی یادوں میں رہتے تھے، وہ اپنے آباء واجداد کو اور اپنے وطن کی چیزوں کو یاد کرتے تھے، وہ اپنے اشعار میں وطن عزیز کی یادوں کو متأثر کن انداز میں بیان کرتے تھے، اسی بنا پر اندلسی ادب پر مشرق کی چھاپ نظر آتی ہے، اور اندلسی ادباو شعراء مشرقی ادیبوں اور شاعروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، اندلس میں شعری فنون میں اس وقت پختگی آتی ہے جبکہ اس سے بہت پہلے مشرق میں فنون شعر اوج کمال پر پہنچ چکی ہوتی ہے، اندلس میں فطری محاسن کو اشعار میں اس زمانے میں پیش کیا جارہا ہے جب کہ حلب میں یہ فن اپنے عروج پر پہنچا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ فنون شعر زہریات، مائیات اور ثلجیات وغیرہ کا ذکر اندلس میں پانچویں صدی میں نظر آتا ہے جبکہ اس سے بہت پہلے حلب میں یہ فنون اپنی بلندی پر تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ پانچویں صدی سے پہلے شاعری میں فطرت کی عکاسی کی روایت اس سے پہلے بالکل نہیں تھی، چوتھی صدی میں کسی قدر ایسے شعراء ملتے ہیں جو محاسن فطرت کو بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اسے ہم اس راہ میں ابتدائی کوشش قرار دے سکتے ہیں، شعراء اور ادیب اکثر اجتماعی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں، یا وہ فطری محاسن کے ترجمان بن جاتے ہیں، اندلس میں قدرت نے وافر مقدار میں فطری محاسن کو سمو دیا ہے چنانچہ اندلسی ادب میں وہاں کے فطری محاسن کا تذکرہ بہتر طور پر نظر آتا ہے، جس میں مبالغہ کی بجائے حقیقت بیانی نظر آتی ہے۔

محاسن فطرت کا شاعر جب فطری محاسن کو بیان کرتا ہے تو اس مقصد کے لئے وہ ہر اس منظر کو بیان کرتا ہے جو مجموعی طور پر فطرت کے حسن وجمال کو نمایاں طور پر بیان کرتا ہے، ایک شخص جب فطری محاسن پر طائرانہ نظر ڈالتا ہے تو اسے یہ نظر آتا ہے کہ ہر طرف مختلف اقسام کے رنگ ہیں، قسم قسم

کے اور رنگ برنگ کے پھول ہیں، مختلف اقسام کے پیڑ پودے ہیں، ہرے اور سبز خوبصورت پتے ہیں جس کا حسن و جمال نگاہوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے، پتلی پتلی شاخیں ہیں جو الگ الگ قدرتی ہیئت پر پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں بہتی ہوئی نہر ہے جس کا صاف و شفاف پانی ماحول کی خوبصورتی میں اضافہ کررہا ہے فضا صاف اور معتدل ہے، قسم قسم کے خوبصورت پرندے درخت کی ٹہنیوں پر چہچہار ہے ہیں۔

اندلس کا ماحول ان تمام محاسن فطرت سے مالا مال ہے اور اندلسی شعراء ان تمام محاسن کو بڑی خوبی سے اپنے اشعار میں بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ خوبصورت تشبیہ اور استعارہ سے کام لیتے ہیں، شیریں الفاظ، عمدہ ترکیب استعمال کرتے ہیں، سننے والے کان آواز کی مٹھاس اور موسیقیت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ابوالصلت امیۃ بن عبدالعزیز اشبیلی پانچویں صدی کے وسط میں اشبیلیۃ میں پیدا ہوتا ہے، اور اندلس کے تمام اطراف کا سفر کرتا ہے وہ شمال افریقہ اور مصر کا سفر کرتا ہے، جمال فطرت اسے اس قدر برانگیختہ کردیتی ہے کہ جب وہ اپنے اشعار میں فطری محاسن کو بیان کرتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ گویا ایک ماہر مصور ہے جس نے فطری محاسن کو الفاظ و ترکیب کے عروسی لباس سے آراستہ کردیا ہے، فطری محاسن کو بیان کرنے والوے شعراء میں اندلس میں سب سے نمایاں نام ابن خفاجۃ کا ہے اور پھر اس کے بعد ابن الزقاق کا نام آتا ہے، بارش کے بعد پہاڑی ٹیلوں کو دیکھ کر ابن زقاق خود پر قابو نہیں رکھ پاتا ہے اور اس خوبصورت منظر کی عکاسی اپنے اشعار کے ذریعہ کرتا ہے اور فطری بات ہے کہ بارش کے بعد باغ کے خوبصورت منظر سے زیادہ اور کون سا منظر خوبصورت ہوسکتا ہے؟ ابن خفاجۃ ایک درخت کے نیچے ٹھہرتا ہے اور اس درخت کے محاسن، اور ماحول کی خوبصورتی کو بڑے انوکھے اسلوب میں بیان کرتا ہے۔

اندلسی شعراء نے خوبصورت پھولوں کے بارے میں اشعار کہے، یہاں کسی مخصوص پھول کے بارے میں کثرت سے اشعار پائے جاتے ہیں جیسا کہ فطری محاسن کو بیان کرنے والے حلب کے شعراء کرتے ہیں انہوں نے گلاب، نرگس، نیلوفر، یاسمین وغیرہ کے محاسن بیان کئے ہیں البتہ اندلسی شعراء نے پھولوں کے محاسن بیان کرنے کے لئے محفلوں کا انعقاد نہیں کیا ہے، یعنی اجتماعی طور پر پھولوں کے محاسن بیان کرنے کے لئے کوئی مقابلہ کی مجلس منعقد نہیں کی ہے، ابن حمدیس ایک پھول کو مرجھاتا ہوا دیکھ اس پر افسوس کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتا ہے، جب وہ دیکھتا ہے کہ پھول خوبصورت تو ہے لیکن خوشبو سے خالی ہے تو وہ اس کی ہجو بھی کرتا ہے، اندلس میں گلاب کا پھول کثرت سے پایا جاتا ہے، اسی بنا پر اندلسی شعراء نے جس قدر اشعار گلاب کے بارے میں کہے ہیں اتنے اشعار دوسرے پھولوں کے بارے میں نہیں کہے، حکمراں کا ایک بیٹا ابو الولید اسماعیل بن حبیب نے ایک گلاب اپنے والد کو بھیجا اور پھر اس گلاب کے محاسن بیان کرتے ہوئے اپنے ممدوح کے بھی محاسن بیان کئے، اندلسی شعراء نے نرگس کے بارے میں زیادہ اشعار نہیں کہے، البتہ یاسمین کے بارے میں یہاں زیادہ اشعار ملتے ہیں، شعراء کے یہاں نلوفر کی بڑی اہمیت ہے اندلسی ادیبوں نے بھی اسے پسند کیا ہے، معتمد بن عباد اس کے محاسن بڑی مہارت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

یہ بات غیر فطری ہوگی کہ اندلسی اشعاراء باغات اور پھولوں کے محاسن کو بیان کریں اور میٹھے خوش رنگ اور شیریں پھلوں کا ذکر نہ کریں، اندلسی شعراء نے باغات، اور پھولوں کے محاسن بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھلوں کے محاسن بھی بیان کئے ہیں سیب، نارنگی، اور انار وغیرہ جیسے پھلوں کا تذکرہ اندلسی شعراء نے اپنے اشعار میں کیا ہے، گو باغات اور پھولوں کے مقابلہ میں پھلوں کا تذکرہ کم ہی کیا ہے، نارنگی کا رنگ بہت خوش نما ہوتا ہے جب وہ درخت کی شاخوں پر لگا ہوتا ہے تو دیکھنے والوں کو مسحور کردیتا ہے، اور اسی بنا پر شعراء کی نظر میں یہ پھل زیادہ ہی پرکشش اور جاذب نظر مانا جاتا ہے ابن خفاطۃ نے اپنے خاص اسلوب میں نارنگی کے اوصاف بیان کئے ہیں، شاعر احمد بن محمد نے انار کے اوصاف بیان کئے ہیں، ایک شاعر احمد بن شقاق کی نظر جب کالے انگور پر پڑی جو سبز پتوں میں چھپا ہوا تھا، تو اس نے اس خوبصورت منظر کو اپنے الفاظ کے

ذریعہ ادبی ذوق کے سانچے میں ڈھال دیا۔

سرزمین اندلس کے ماحول کی خوبصورتی، اس سرزمین کی شادابی اور خوشحالی ان نہروں کی مرہون منت ہیں جو اندلس کے شہروں کے اطراف سے گذرتی ہیں جو اندلس شہر کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیتی ہیں، مشرق ومغرب، شمال اور جنوب، ہر طرف پانی کی برکات نظر آتی ہیں، خوبصورت باغات اور ان میں قسم قسم کے پھولوں کا تبسم، نہر کے صاف وشفاف پانی کی بدولت ہی ہے، ترقی یافتہ اندلس میں حکمرانوں نے نہروں کے پانی کو اپنے محلات تک کھینچ لایا ہے جو محلات کے اطراف میں باغات کی خوبصورتی کو جاذب نظر بنا دیتا ہے، قرطبہ، اشبیلیہ اور غرناطہ کی سرسبز و شادابی انہیں نہروں کی مرہون منت ہے، متعدد نہریں، جن سے چھوٹے چھوٹے تالاب وحوض نکلتے ہیں، جن سے مختلف باغات کو سینچا جاتا ہے، جو پرندوں کے لئے حیات بخش ہے اور جن سے اندلس کا سارا ماحول فطری محاسن سے معمور نظر آتا ہے، محمد بن صارۃ الشنتر ینی ایک تالاب کے محاسن بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کرتا ہے، ابن حمدیس نے افریقہ میں متوکل بن اعلی الناس کے محل میں واقع ایک تالاب کے محاسن کو بیان کیا ہے، ابو عبداللہ محمد بن غالب البلنسی الرصافی نے نہروں کے محاسن کو بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نہروں کے کنارے پر آباد لوگ نہروں میں مدو جزر کے حسین مناظر کو دیکھتے ہیں تو وہ ان سے بہت لطف اندوز ہوتے ہیں اور یہ مناظر ان کے لئے بہت دلفریب ہوتے ہیں، ہر نہر میں مدو جزر نہیں ہوتے، لیکن اندلس کے اکثر نہروں میں مدوجزر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں، نہروں میں مدوجزر کے یہ حسین مناظر، شعراء کے ادبی ذوق کو برانگیختہ کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں، چنانچہ اندلس کے شعراء نے نہروں میں مدوجزر کے حسین مناظر کو اپنے انوکھے ادبی اسلوب میں بیان کیا ہے ، ابوالحسن محمد بن سفر اشبیلیہ کی نہر میں مدوجزر کے دلفریب مناظر کو اپنی شاعری کے لطیف اور نازک اسلوب میں بیان کیا ہے، عبدالغفار بن ملیح الدوری نے بھی نہر میں مدوجزر کے حسین مناظر کو بیان کیا ہے، اور اس نے کہا ہے کہ نہر کا پانی جزر کی حالت میں گویا اس بارش کی طرح ہے جو اپنے محبوب سے جدائی کا الم جھیل رہا ہے، یعنی وہ باغات سے دور ہے اور مد کی حالت میں نہر کا پانی گویا ٹہنیوں سے ملاقات کرتا ہے، الغرض اندلس میں فطری محاسن بیان کرنے والے شعراء نے نہر کے پانی کی مختلف کیفیات کو بہت ہی اچھے اسلوب میں بیان کیا ہے جس سے ان شعراء کے خیالات کی عکاسی ہوتی ہے ان کی طبیعت کی فیاضی اور ان کے معانی کی وسعت کا اظہار ہوتا ہے، ان کی باوقار شخصیت کا اظہار ہوتا ہے۔

5.17 موشحات

عربی شاعری میں یہ ایک جدید فن ہے، جو عربی غنائی شعر کی قسموں سے مختلف ہے، ابن سناء الملک نے کہا کہ موشحات ایک مخصوص وزن پر منظوم کلام کا نام ہے، جس میں زندگی کے مخصوص حالات کی عکاسی کی جاتی ہے، اس فن کی ایجاد اندلس میں ہوئی، موشحات کا موجد ابن خلدون کے بقول مقدم بن معافی القبری ہے، ابن بسام نے لکھا ہے کہ موشحات کا موجد محمد بن محمود ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ موشحات کا موجد مقدم بن معافی ہی ہے، انیسویں صدی کے وسط میں موشحات عربی ادبی ذخیرے میں شامل ہوا، ایک ترقی یافتہ سماجی زندگی میں موشحات نے اپنی قدر و قیمت اور پہچان بنائی ہے، موشحات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اوزان وقوافی کی آزادی ہے، اس میں جدید اوزان وقوافی پیش کئے گئے ہیں جو روایتی قصائد کے قوافی کو نظر انداز کر دیتے ہیں، شروع شروع میں موشحات کا اصل موضوع غزل گوئی ہی رہا ہے، لیکن بعد میں اس میں دیگر موضوعات جیسے مدح، ہجا، تعریف وتوصیف بھی شامل ہوگئے، ایک موشح میں ایک سے زیادہ وزن اور ایک سے زیادہ قوافی ہوتے ہیں، موشحات کے شعراء میں سے چند نام یہ ہیں: ابوبکر عبادۃ بن ماء السماء عبادۃ القزاز جو معتصم بن صمادح کے دربار کا شاعر تھا، ابن لبانۃ، اعمی التطیلی جو مرابطین کے عہد کا موشحات کا سب سے بڑا شاعر تھا، ابن البقی، ابن باجۃ وغیرہ، ہر موشح کی بناوٹ اور ترکیب میں بنیادی طور پر سات اجزاء شامل ہوتے ہیں: ا۔ مطلع یا مذہب ۲۔ دور

۳۔ سمط ۴۔قفل ۵۔بیت ۶۔ غصن ۷۔ خرجۃ ،موشحہ میں شعراء عامی الفاظ بھی استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ بعض عجمی الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

موشحات کے آغاز وابتداء کے بارے میں اندلسی ادب کا مطالعہ کرنے والوں میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں،ایک یہ کہ موشحات اپنی بناوٹ اور اور اپنے مضمون کے لحاظ سے اسپینی شاعری کا عکس ہے،جس سے جزیرہ نما اسپیریہ کے باشندے اچھی طرح واقف تھے،دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ موشحات دراصل عربی شاعری میں فطری ارتقاء کا نتیجہ ہے پہلی رائے مستشرقین کی ہے،جبکہ دوسری رائے عربی ادب کے مشرقی دارسین کی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اندلسی موشحات کی بنیاد مشرق میں پڑ چکی تھی،اور یہ آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ اندلس میں شعراء نے اس میں بعض فنی حسن و جمال کے کچھ پہلوؤں کو شامل کر دیا،جس سے یہ ایک مخصوص قسم کی شاعری کی حیثیت سے ادب عربی میں متعارف ہوگئی،اور اسی کو اندلسی موشحات کہتے ہیں۔

موشحات کا آغاز گیت کے لئے ہوا تھا،اسی بنا پر شروع شروع میں موشحات کا مرکزی موضوع غزل ہی رہا،غزل اور گیت کو بہت حد تک شراب سے نسبت ہے، بلکہ شراب،غزل اور گیت کہنے والے شعراء کی اولین پسند ہے، چنانچہ غزل اور شراب گویا ایک ہی موضوع کے مثل ہوگئے، یہی وجہ ہے کہ اندلسی لوگ خوبصورت باغ میں یا بہتی ہوئی نہر کے ساحل پر غزل، گیت اور شراب کی محفل منعقد کیا کرتے تھے،اندلس فطری محاسن سے مالا مال سرزمین ہونے کے لحاظ سے اندلس کے لوگ جمال فطرت کے تذکرے سے لاتعلق نہیں رہ سکتے تھے، چنانچہ وہ موشحات میں غزل اور گیت کہنے کے ساتھ ساتھ فطری محاسن کو بھی بیان کرنے لگے،اور پھر غزل اور گیت کے ساتھ فطری محاسن کا بیان بھی موشحات کے موضوعات میں شامل ہوگیا ،اور جب اندلسی ادب میں موشحات کو ایک مخصوص شعری فن کی حیثیت سے قبول عام حاصل ہوگیا تو دیگر تمام شعری موضوعات موشحات میں بیان کرنے لگے،تعریف وتوصیف،عید کے موقع پر مبارکباد دینا،مرض سے شفا پانا،تصوف، رثاء،ہجو وغیرہ ان تمام مضامین کو موشحات میں جگہ ملنے لگی، اور وشاحین کے لئے موشحات کے لئے موضوع میں کافی وسعت پیدا ہوگئی۔

5.18 زجل

عامی شاعری کو عربی ادب کی اصطلاح میں زجل کہا جاتا ہے، زجل ایک مخصوص قسم کی شاعری ہے جس کا ظہور اندلس کی سرزمین پر ہوتا ہے ،موشحات کے ذکر کے بعد زجل کا بیان اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ زجل کی ابتداء موشحات کے بعد ہوئی ہے، یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ موشحات میں بعض عامی الفاظ اور عجمی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، اس رجحان نے زجل کے لئے اندلسی ادب میں راستہ ہموار کر دیا، زجل کے اشعار کا ظہور جب اندلسی ادب میں ہوتا ہے تو اس سے پہلے موشحات اندلس کی سرزمین میں اپنے رتقائی منازل طے کر رہا تھا۔

اندلس میں زجل کہنے والے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں، گو ان کی تعداد موشحات کہنے والوں کی تعداد سے نصف سے بھی کم ہے، زجل کہنے والوں میں سرفہرست ابوبکر محمد بن عیسی بن عبدالملک بن قزمان الاصغر ہے، اس نے جب شاعری کا سفر شروع کیا تو اس نے محسوس کیا کہ وہ بڑے شعراء کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا،لیکن وہ عامی زبان میں خیالات کی ندرت کو پیش کرسکتا ہے تو اس نے زجل کہنا شروع کر دیا، زجل کے میدان میں اس کا مقام ومرتبہ وہی ہے جو عربی شاعری میں متنبّی کا ہے، زجل کے بڑے شاعروں میں سے ایک احمد بن الحاج ہے جو مدغلیس کے نام سے مشہور ہے اندلس والے اس کو ابن قزمان کا جانشیں قرار دیتے ہیں اور زجل میں اس کا مقام ومرتبہ شاعری میں ابوتمام کے جیسا قرار دیتے ہیں، دیگر زجل کہنے والے شعراء میں سے ابن غرلہ، ابن جحدر اشبیلی ،ابوزید الحداد البکازور البلنسی ،ابوعبداللہ محمد بن حسون الحلا ،ابوعمر والزاھد ،ابوبکر

الحصار، ابوعبداللہ بن خاطب، ابوبکر بن صارم اشبیلی اورحسن بن ابی نصر الدباغ ہیں، آخر الذکر نے زجل میں بہت سے قصائد کہے، خصوصا ہجو گوئی میں، زجل کے بعض شعراء کے دیوان بھی ہیں، جس طرح شعراء کے دیوان ہوا کرتے ہیں، البتہ وہ سب زمانہ کے دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے ،سوائے ابن قزمان کی دیوان اور زجل کے متفرق نمونوں کے، زجل کہنے والوں کا شعری ذخیرہ قابل قدر تعداد میں ہم تک نہیں پہنچ سکا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اندلس والوں نے جس طرح شعری دواوین اور موشحات کی حفاظت کا اہتمام کیا بعینہ اسی طرح انہوں نے زجل کی حفاظت نہیں کی، یہ اس بات کی طرف اشارہ رکرتا ہے کہ اندلس والوں کو فصیح شاعری اور موشحات میں زیادہ دلچسپی تھی، وہ زجل سے زیادہ مانوس نہیں ہوئے، بعض ادیبوں نے اپنی کتابوں میں موشحات کی ایک بھی مثال دینے سے گریز کیا حالانکہ وہ اہل اندلس کے یہاں ایک بلندفن سمجھا جاتا ہے صرف اس بنا پر کہ موشحات میں عامی الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں، یعنی انہوں نے اس کو اہمیت نہیں دی، جیسے ابن بسام نے ''الذخیرۃ'' میں اور فتح بن خاقان نے ''القلائد'' اور ''مطمح''، میں، لہذا یہ فطری امر تھا کہ وہ زجل کو بھی نظرانداز کردیں۔

زجل اپنے آغاز میں غزل، لہو اور تفریح کی حد تک محدود تھا، لیکن وقت گذرنے ساتھ ساتھ تعریف وتوصیف، فخر، زہد، مرثیہ، ہجو وغیرہ مضامین اس کا حصہ بن گئے، زجل کی نشو ونما جن حالات میں ہوئی وہ غیر طبعی حالات تھے، اندلس میں ملوک الطّوائف کے زمانے کے بعد مرابطین کی حکمرانی کا دور آیا تو یہ لوگ عربی زبان اچھی طرح نہیں جانتے تھے، چنانچہ عربی زبان کے شعراء اور ادیب کی عزت افزائی میں کمی واقع ہونے لگی، اس بنا پر بعض شعراء عام فہم اور سوقیانہ زبان میں شاعری پیش کرنے لگے، تاکہ انہیں حکمرانوں کی طرف سے اعزازات اور انعامات حاصل ہوں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس دور میں فصیح عربی زبان سے گویا نفرت سی ہونے لگی تھی، کیونکہ زجل کہنے والے شعراء نحو کے ایک ایک قاعدے کو توڑنے پر اصرار کرنے لگے تھے، چنانچہ ابن قزمان اپنے دیوان کے شروع میں کہتا ہے کہ زجل میں اعراب لحن کے مانند ہے۔

5.19 شعر گوئی اور اسلامی بحریہ

اندلس میں شعر گوئی کا ایک اہم موضوع اسلامی بحریہ ہے، اور دوسرا اندلس میں مسلمانوں کی حکمرانی کا انحطاط وورزوال، اسلامی بحریہ کا موضوع فتح ونصرت اور جنگی محاذ پر کامیابیوں کے تذکرے سے عبارت ہے، جس سے دل خوش ہوتا ہے، جبکہ اندلس میں اسلامی حکومتوں کا زوال اور ہزیمت کا بیان دل کو غمزدہ کرنے والا ہے، اندلس کے شعراء ان دونوں موضوعات کو اپنی شاعری میں بیان کرتے رہے ہیں، مشرقی ادب میں اسلامی بحریہ کا ذکر ملتا ہے، لیکن اندلس میں اسلامی بحریہ کا ذکر کسی قدر مختلف انداز میں نظر آتا ہے، کہتے ہیں کہ بہت بڑی نعمت جب چھن جاتی ہے تو اس کا غم بھی بڑا ہوتا ہے، اندلس میں مسلمانوں کی حکمرانی ایک عظیم حکمرانی تھی جس نے دنیا میں مسلمانوں کی عظمت وشوکت کو بڑھا دیا تھا، علوم وفنون کے شعبہ میں ترقیات نے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کردیا تھا ،اس لئے طبعی بات ہے کہ ایسی عظیم الشان حکمرانی جب زوال سے دوچار ہوجائے، ایک کے بعد ایک ترقی یافتہ شہر ہاتھ سے نکلتا چلا جائے تو یہ ضرور دل کے غم والم کو بڑھادے گا، مشرقی ادب میں یہ بات معروف رہی ہے کہ شہروں اور حکومتوں کے زوال کا مرثیہ کہا جائے، عبدالرحمٰن اوسط نے اندلس میں اسلامی بحریہ کا آغاز کیا، اور عبدالرحمٰن ناصر اور اس بیٹا الحکم المستنصر اس کو مستحکم اور طاقت ور بنایا، عبدالرحمٰن ناصر کے عہد میں تین سو کی تعداد میں جنگی کشتیاں تھیں، عہد بہ عہد اسلامی بحریہ کی قوت میں اضافہ ہوتا رہا اور خطے میں اس کا دبدبہ بڑھتا گیا، ابن خلدون کے بقول بحرابیض میں مغرب کا سارا خطہ اسلامی بحریے کے زیراثر آگیا تھا۔

مشرق میں سب سے پہلے ابونواس نے امین کی کشتیوں کے اوصاف بیان کئے جو بغداد کے قریب دجلہ میں چلتی تھیں، لیکن یہ کشتیاں جنگی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہوتی تھیں، بلکہ یہ کشتیاں تفریحی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی تھیں، مشرق میں اب سے پہلے جنگی کشتیوں کے

اوصاف بیان کرنے والا مسلم بن ولید ہے جس نے بحری جنگ کے دوران کشتیوں کے اوصاف بیان کئے، ابن ھانی، لسان الدین بن الخطیب، ابن حمدیس وغیرہ شعراء نے اندلسی بحریۃ کے اوصاف اپنی شاعری میں بیان کئے ہیں۔

5. 20 سقوط اندلس

اندلس کی سرزمین میں مسلمانوں کی عظمت وشوکت کی تاریخ آٹھ سو سال پر محیط ہے، یقیناً یہ عظمت وشوکت بہت بڑی ہے، لیکن یہ بھی المیہ ہے کہ جب اس کا سقوط ہوا اور ایک ایک کر کے تمام شہر میں اقتدار ختم ہوگیا تو اس سے بڑا کوئی زوال نہ تھا، کیونکہ اس زوال کے نتیجہ میں اندلس سے مسلمانوں کا تقریبا نام ونشان مٹا دیا گیا، اس لئے زوال پرغم والم کی داستان بھی اپنے اندر بہت وسعت اور گہرائی رکھتی ہے، اندلس کے شعراء نے بجا طور پر غم والم کی اس داستان کو محسوس کیا ہے اور اسے اپنی شاعری میں جگہ دی ہے، اندلس کے شہروں میں سے سب سے پہلے جو شہر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا وہ طلیطلہ تھا، یہ مسلمانوں کے لئے پہلا بڑا صدمہ تھا، ان حالات کا تذکرہ شاعر عبداللہ بن الفرج الیحصبی نے اپنی شاعری میں کیا ہے، بلنسیۃ شہر اندلس کے خوبصورت اور ترقی یافتہ شہروں میں سے ہے، جب اس کا سقوط ہوا تو اس پر ابن خفاجۃ، ابن اختہ ابن الزقاق البلنسی، الرصافی وغیرہ نے اپنے اشعار میں غم وحسرت کا اظہار کیا۔

5. 21 اندلس میں فنی نثر

سب سے مشہور کاتب ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی (م ۴۵۶ھ) ہے، روایت ہے کہ انہوں چار سو تالیفات چھوڑی ہیں، سب سے مشہور تالیفات: الفصل فی الملل والاھواء والنحل، الاحکام فی اصول الاحکام، جمھرۃ الانساب، لاناسخ والمنسوخ، المحلی طوق الحمامۃ وغیرہ ہے، انہوں نے شعری آثار بھی چھوڑے ہیں، وہ سرعت کے ساتھ فی البدیہہ اشعار کہتے تھے، ان کے شاگرد حمیدی نے ان کی شاعری کو جمع کیا ہے لیکن ان کے اشعار ہم تک بہت ہی کم پہنچے ہیں، ان کی شاعری کا بیشتر حصہ بیس سال کی عمر سے پہلے کا ہے، اور یہ غزل اور رثاء کے موضوع پر ہے، شاعر نقفور کے قصیدہ کے جواب میں جو قصیدہ انہوں نے کہا، وہ بہت مشہور ہوا ہے، ان کے بعض قصائد میں علم حدیث کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے، اپنے خاص حالات کے سبب وہ شاعری کے لئے خود کو فارغ نہ کر سکے، حالانکہ وہ شاعری کے رموز سے اچھی طرح واقف تھے۔

5. 22 قصہ نویسی

اندلس کے بعض ادیبوں نے نثر نویسی میں قصہ کا بڑا اہتمام کیا ہے گرچہ اندلس میں جس قدر اہتمام موشحات اور قصیدوں کو ملا ہے اتنی اہمیت قصہ نویسی کو نہیں ملی، اندلس میں قصہ نویسی کرنے والوں میں سے ابو عامر بن شُھید الشاعر الکاتب الاندلسی ہے، ابو عامر نے جو قصے لکھے ہیں ان کو اس نے ''التوابع والزوابع'' کا نام دیا ہے، یہ طویل قصہ ہے، لیکن اس کا اکثر حصہ محفوظ نہیں رہا، مشرق عربی میں مشہور قصہ نویس بدیع الزماں کے نزدیک قصہ نویسی کا اصل محرک معاشرتی زندگی کی تصویر پیش کرنا ہے، لیکن ابن شھید کے نزدیک اس کا محرک شخصی نوعیت کا ہے، جب اس نے دیکھا کہ اندلس میں بڑے ادیبوں کے درمیان اس کی خاطر خواہ پذیرائی نہیں ہو رہی ہے تو اس نے قصہ نویسی شروع کر دی، اور بہت حد تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوا جب اس کو بڑے ادیبوں کی طرف سے اس کی ادبی کاوشوں کا اعتراف کیا گیا، ابن شھید مقامات بدیع الزماں سے بہت حد تک متأثر نظر آتا ہے، موضوع، فکر، اور اسلوب کے اعتبار سے۔

ایک قصہ'' قصۃ حی بن یقظان'' کے نام سے مشہور ہے، یہ اہل فکر و فلسفہ کے یہاں قرون وسطی میں بڑی فکری کاوشوں میں سے ایک ہے، نہ

صرف عربی ادب، بلکہ عالمی ادب کے لحاظ سے بھی، اور یہ قصہ ادبی ہونے سے زیادہ فکری ہے، کیونکہ اس قصہ میں کچھ فکری اصول متیعن ہیں اور اسی دائرے میں یہ قصہ آگے بڑھتا ہے، اس قصہ کو لکھنے والے ایک فکری مکتب سے نسبت رکھتے ہیں، جس کا اپنا ایک فلسفہ ہے جس کے کچھ اصول ومبادی اوراہداف ومقاصد ہیں قصہ، حی بن یقظان کے مؤلف ایک بڑے فلسفی ہیں جو اسلامی فلسفہ کے دائرے میں کام کرتے ہیں، ان کا نام ابوبکر محمد بن عبدالملک بن محمد بن محمد بن طفیل القیسی ہے، قبیلہ قیس کی طرف منسوب ہیں، کبھی انہیں اندلسی اور کبھی قرطبی کہا جاتا ہے، اور کبھی اشبیلی بھی کہا جاتا ہے ، کیونکہ انہوں نے ان تینوں شہروں میں سکونت اختیار کی تھی ، ابن طفیل نے ابن سینا کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے تھے، اوران کے افکار سے وہ متا ئثر ہوئے تھے، وہ سلطان ابویعقوب یوسف کے وزیر اوراس کے طبیب خاص تھے، جو موحدین کے حکمرانوں میں سے ایک ہیں۔

ابن طفیل نے ایک نوجوان مفکر یعنی ابن رشد کو دریافت کرلیا اور اسے سلطان کے دربار میں رسائی دے دی ، سلطان نے چاہا کہ ارسطو کی کتابوں کا ترجمہ ہوجائے ، چنانچہ ابن رشد نے ارسطو کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کردیا، اور انہیں کتابوں کی وجہ سے ابن رشد کو شہرت ملی، اور دنیا میں ایک بڑے مسلم فلسفی کی حیثیت سے مشہور ہوگئے، مسلم فلاسفہ نے اہل یوروپ کو فلسفہ کے مبادیات سکھلائے ، ان مسلم فلاسفہ کی کتابیں کئی سو سال تک یوروپ کی یونیورسیٹیوں میں پڑھائی جاتی رہیں، ابن طفیل صرف ایک ماہر طبیب اور ایک علم وفضل کا مالک فلسفی ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک بہت بڑے ادیب اور ایک اچھے شاعر بھی تھے، وہ شعراء اور ادباء کی سرزمین وادی آش کے رہنے والے تھے۔

5. 23 خلاصہ

سرزمین اندلس میں سب سے پہلی شاعرہ ہونے کا اعزاز ان باندیوں کو حاصل ہے جو مشرق سے لائی گئیں تھیں، سب سے پہلی شاعرہ کا نام تک معلوم نہیں ہے، البتہ اسے صفاتی نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسے جاریۃ عجفہ کہا جاتا ہے وہ بہت دبلی پتلی نحیف اور لاغر تھی، اس باندی کا آقا ایک غریب آدمی تھا، وہ باندی بہت اچھا شعر کہتی تھی، خصوصا وہ ایسے اشعار کہتی تھی جو انسانی جذبات کو برانگیختہ کردے، حسانۃ التمیمۃ دوسری شاعرہ تھی، لیکن یہ اندلس ہی میں پیدا ہوئی، یہ آزاد تھی، شعری ذوق اسے وراثت میں ملا تھا۔

تیسری اور چوتھی صدی میں شاعرات کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے، اس دور کی شاعرات میں سے قمر، عائشہ بنت احمد القرطبیۃ، حفصہ بنت حمدون الحجاریۃ ہیں، اس دور کی شاعرات ایک نئے رجحان کے ساتھ شاعری کرتی نظر آتی ہیں، اپنے اندر خوداعتمادی اور آزادی کے احساسات جگاتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

پانچویں صدی میں اندلس کی کے مختلف شہروں میں متعدد شاعرات اپنی نئی ادبی کاوشوں کے ساتھ سامنے آئی ہیں چنانچہ المریۃ شہر میں کئی اچھی شاعرات موجود تھیں جیسے شاعرۃ الغسانیۃ ، زینب المریۃ وغیرہ، غرناطہ شہر میں کئی مشہور شاعرات ہیں، جیسے حمدونۃ بنت زیاد بن تقی الدین العوفی اور اس شاعرہ کی بہن زینب بنت زیاد، نزہون القلعیۃ ، شاعرۃ اللامعۃ الجریشۃ ، حفصۃ الرکونیۃ اور حمدونۃ بنت زیاد، اشبیلیۃ میں مریم بنت یعقوب الانصاری، قرطبہ میں امیرۃ ولادۃ بنت المستکفی ، یہ سب شاعرات، زیادہ تر غزل گوئی سے نسبت رکھتی تھیں، جبکہ دیگر اصناف سخن میں انہوں نے بہت کم طبع آزمائی کی ہے۔

پانچویں صدی میں اشبیلیۃ میں صرف دو شاعرات کے نام ملتے ہیں: مریم بنت ابی یعقوب الانصاری اور بثینۃ بنت المعتمد بن عباد، ان دونوں شاعرات میں تہذیب اور شائستگی پورے طور پر پائی جاتی ہے، چھٹی صدی میں یہاں صرف ایک شاعرہ کا نام ملتا ہے اور یہ اسماء العامریۃ ہیں، اور ان کی شاعری میں صرف حکام وامراء کے مظالم کی شکایت اور فریاد نظر آتی ہے، وادی الحجارۃ سے ام العلاء بنت یوسف ہے، یہ جب غزل کی شاعری

کرتی ہے تو زیادہ حیادار بن جاتی ہے، یہ نہایت لطیف احساسات کے ساتھ شکوہ کرتی ہوئی نظر آتی ہے، ولادۃ بنت المستکفی قرطبہ کی مشہور شاعرہ ہے، مریم بنت ابی یعقوب الانصاری بہترین شاعرہ اور ادیبہ تھی، یہ اشبلیۃ میں رہتی تھی، یہ باوقار اور دیندار تھی، کہا جاتا ہے کہ مھجۃ بنت التیانی اپنے زمانے کی خوبصورت خواتین میں سے ایک تھی، اس کے والد انجیر کے ایک تاجر تھے اور اسی مناسبت سے انہیں التیانی کہا جاتا ہے، اس کے اشعار میں اس قدر فحش ہے کہ جس سے اس کے غیر عفیفہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔

چھٹی صدی کی شاعرات میں سب سے نمایاں نام حفصۃ بنت الحاج کا ہے، اس کو حفصۃ الرکونیۃ بھی کہا گیا ہے یہ چھٹی صدی میں غرناطہ کی شاعرۃ ہے، یہ بہت خوبصورت اور اعلیٰ خاندان اور اہل ثروت میں سے تھی، یہ غرناطہ شہر کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، قرطبہ میں پانچویں صدی کے بعد کے دور میں زیادہ شاعرات کا ذکر نہیں ملتا، چھٹی صدی میں صرف ایک شاعرہ ام الھناء بنت القاضی ابومحمد بن عبدالحق بن عطیۃ کا ذکر ملتا ہے۔

اندلسی ادب پر مشرق کی چھاپ نظر آتی ہے، اور اندلسی ادبا و شعراء مشرقی ادیبوں اور شاعروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، اندلس میں شعری فنون میں اس وقت پختگی آتی ہے جبکہ اس سے بہت پہلے مشرق میں فنون شعر اوج کمال پر پہنچ چکی ہوتی ہے۔

فطری محاسن کو بیان کرنے والے شعراء میں اندلس میں سب سے نمایاں نام ابن خفاجۃ کا ہے اور پھر اس کے بعد ابن الزقاق کا نام آتا ہے بارش کے بعد پہاڑی ٹیلوں کو دیکھ کر ابن زقاق خود پر قابو نہیں رکھ پاتا ہے اور اس خوبصورت منظر کی عکاسی اپنے اشعار کے ذریعہ کرتا ہے، اندلسی شعراء نے خوبصورت پھولوں کے بارے میں اشعار کہے ، انہوں نے گلاب، نرگس، نیلوفر، یاسمین وغیرہ کے محاسن بیان کئے ہیں۔

موشحات عربی شاعری میں ایک جدید فن ہے موشحات ایک مخصوص وزن پر منظوم کلام کا نام ہے، اس میں زندگی کے مخصوص حالات کی عکاسی کی جاتی ہے، اس فن کی ایجاد اندلس میں ہوئی، موشحات کا موجد ابن خلدون کے بقول مقدم بن معافی القبر ی ہے، موشحات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اوزان وقوافی کی آزادی ہے، اس میں جدید اوزان وقوافی پیش کئے گئے ہیں جو روایتی قصائد کے قوافی کو نظرانداز کردیتے ہیں، موشحات کے شعراء میں سے چند نام یہ ہیں: ابوبکر عبادۃ بن ماء السماء عبادۃ القزاز جو معتصم بن صمادح کے دربار کا شاعر تھا، ابن لبانۃ، اعمی التطیلی جو مرابطین کے عہد کا موشحات کا سب سے بڑا شاعر تھا ابن البقی ، ابن باجۃ وغیرہ، ہر موشح کی بناوٹ اور ترکیب میں بنیادی طور پر سات اجزاء شامل ہوتے ہیں: ۱۔ مطلع یا مذہب ۲۔ دور ۳۔ سمط ۴۔ قفل ۵۔ بیت ۶۔ غصن ۷۔ خرجۃ ، موشحہ میں شاعر عامی الفاظ بھی استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ وہ بعض عجمی الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

عامی شاعری کو کو عربی ادب کی اصطلاح میں زجل کہا جاتا ہے زجل ایک مخصوص قسم کی شاعری ہے جس کا ظہور اندلس کی سرزمین پر ہوتا ہے ،موشحات کے ذکر کے بعد زجل کا بیان اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ زجل کی ابتداء موشحات کے بعد ہوئی ہے، موشحات میں بعض عامی الفاظ اور عجمی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، اس رجحان نے زجل کے لئے اندلسی ادب میں راستہ ہموار کردیا، زجل کہنے والوں میں سرفہرست ابوبکر محمد بن عیسی بن عبدالملک بن قزمان الاصغر ہے زجل کے بڑے شاعروں میں سے ایک احمد بن الحاج ہے جو مدغلیس کے نام سے مشہور ہے، دیگر زجل کہنے والے شعراء میں سے ابن غرلہ، ابن جحدر اشبیلی ، ابوزید الحداد البکازور البلنسی ، ابوعبداللہ محمد بن حسون الحلا ، ابوعمر والزاھد ، ابوبکر الحصار ، ابوعبداللہ بن خاطب، ابوبکر بن صارم اشبیلی اور حسن بن ابی نصر الدباغ ہیں، آخرالذکر نے زجل میں بہت سے قصائد کہے، خصوصا ہجوگوئی میں۔

مشرق میں سب سے پہلے جنگی کشتیوں کے اوصاف بیان کرنے والا مسلم بن ولید ہے، جس نے بحری جنگ کے دوران کشتیوں کے اوصاف

بیان کیے،ابن ھانی،لسان الدین بن الخطیب ،ابن حمدیس وغیرہ شعراء نے اندلس بحریۃ کے اوصاف اپنی شاعری میں بیان کیے ہیں۔

اندلس کی سرزمین میں مسلمانوں کی عظمت وشوکت کی تاریخ آٹھ سوسال پر محیط ہے، یقیناً یہ عظمت وشوکت بہت بڑی ہے،لیکن یہ بھی المیہ ہے کہ جب اس کا سقوط ہوااور ایک ایک کر کے تمام شہر سے ان کا اقتدار ختم ہوگیا تو اس سے بڑا کوئی زوال نہ تھا،طلیطلہ کا جب سقوط ہوا تو شاعر عبداللہ بن الفرج الیحصبی نے اس کا تذکرہ اپنی شاعری میں کیا، بلنسیۃ شہر اندلس کے خوبصورت اور ترقی یافتہ شہروں میں سے ہے، جب اس کا سقوط ہوا تو اس پر ابن خفاجۃ ،ابن اختہ ابن الزقاق البلنسی ،الرصافی وغیرہ نے اپنے اشعار میں غم وحسرت کا اظہار کیا ۔

سب سے مشہور کاتب ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی (م ۴۵۶ھ) ہے، روایت ہے کہ انہوں چار سو تالیفات چھوڑی ہیں، سب سے مشہور تالیفات الفصل فی الملل والاھواء والنحل، الاحکام فی اصول الاحکام، جمھرۃ الانساب، الناسخ والمنسوخ، المحلی ،طوق الحمامۃ وغیرہ ہیں۔

اندلس میں قصہ نویسی کرنے والوں میں سے ایک ابو عامر بن شُھید الشاعر الکاتب الاندلسی ہے ابو عامر نے جو قصے لکھے ہیں ان کو ’’التوابع والزوابع‘‘ کا نام اس نے دیا ہے، یہ طویل قصہ ہے،لیکن اس کا اکثر حصہ محفوظ نہیں رہا۔

اہل فکر وفلسفہ کے یہاں ’’قصۃ حی بن یقظان‘‘ قرون وسطی میں بڑی فکری کاوشوں میں سے ایک ہے، نہ صرف عربی ادب بلکہ عالمی ادب کے لحاظ سے بھی ، یہ قصہ ادبی ہونے سے زیادہ فکری ہے، کیونکہ اس قصہ میں کچھ فکری اصول متعین ہیں اور اسی دائرے میں یہ قصہ آگے بڑھتا ہے، ابن طفیل نے ایک نوجوان مفکر یعنی ابن رشد کو دریافت کرلیا اور اسے سلطان کے دربار میں رسائی دے دی، سلطان نے چاہا کہ ارسطو کی کتابوں کا ترجمہ ہوجائے ، چنانچہ ابن رشد نے ارسطو کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کردیا، اور انہیں کتابوں کی وجہ سے ابن رشد کو شہرت ملی، وہ دنیا میں ایک بڑے مسلم فلسفی کے طور پر مشہور ہوگئے، مسلم فلاسفہ نے اہل یوروپ کو فلسفہ کے مبادیات سکھلائے ، ان مسلم فلاسفہ کی کتابیں کئی سو سال تک یوروپ کی یونیورسیٹیوں میں پڑھائی جاتی رہیں۔

5.24 نمونے کے امتحانی سوالات

(۱) اندلس میں پانچویں صدی کی شاعرات کی ادبی کاوشوں پر روشنی ڈالئے۔

(۲) قرطبہ میں شعر گوئی کا جائزہ لیجئے

(۳) اندلس میں موشحات کے آغاز وارتقاء پر مختصر نوٹ لکھئے

(۴) اندلسی ادب میں زجل کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھئے۔

(۵) اندلس میں قصہ نویسی کا جائزہ لیجئے۔

5.25 فرہنگ

لفظ	معنی
محاسن	خوبصورت مناظر
موشحات	یہ موشحہ کی جمع ہے، جس کا مطلب ہے ایسا منظوم کلام جس میں متعدد اوزان اور قوافی ہوتے ہیں
زجل	منظوم کلام جس میں عامی زبان استعمال کیا گیا ہو، اور جس میں بعض عجمی کلمات کی بھی آمیزش ہو،
بحریہ	جنگی جہاز کا لشکر، جو سمندر میں جنگ کرتا ہے۔

5.26 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱۔ الادب الاندلسی موضوعاتہٗ وفنونہٗ — الدکتور مصطفیٰ الشکع
۲۔ الادب الاندلسی من الفتح الی سقوط الخلافۃ — الدکتور احمد ھیکل
۳۔ تاریخ الادب الاندلسی (عصر سیادۃ قرطبۃ) — الدکتور احسان عباس